رسائل و مسائل

نماز میں آلۂ مکبّر الصّوت کا استعمال

جمادی الاخریٰ کے پرچے میں آلۂ مکبر الصوت پر جو فقہی بحث کی گئی تھی اس کو دیکھ کر ایک صاحب نے حضرت مولانا تھانوی مدظلہ العالی کا ایک فتویٰ مجھے بھیجا ہے جو اسی مسئلہ کے متعلق ہے۔ ذیل میں اس کو لفظ بلفظ نقل کیا جاتا ہے:۔

سوال

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مشین ایسی ایجاد ہوئی ہے کہ مقرر کی آواز کو بہت فاصلہ تک اسی طرح پہنچا دیتی ہے جس طرح پاس کے اشخاص کو پہنچتی ہے۔ پس کیا یہ جائز ہے کہ ان مشینوں کے ذریعہ سے خطیب کی آواز کو تمام سامعین تک پہنچا دیا جائے؟"

الجواب

"اوّل ایک قاعدہ سمجھ لیا جاوے جو کہ عقلی بھی ہے اور نقلی بھی۔ اور فقہائے حنفیہ نے اس قاعدہ پر بہت احکام کو متفرع کیا ہے۔ وہ یہ کہ جو مباح یا مندوب درجہ ضرورت و مقصودیت فی الشرع تک نہ پہنچا ہو، اور اس میں کوئی مفسدہ باحتمال قریب محتمل ہو تو اس مباح یا مندوب کا ترک اور اس سے منع کرنا لازم ہے۔ عقلی ہونا تو اس کا ظاہر ہے۔ اور قبول فقہاء کے بعد اس کے ماخذ نقلی کی نقل ضروری نہ تھی۔ مگر تبرعاً اس کو بھی نقل کرتا ہوں۔ سو اس کے نقلی ہونے کی تقریر

یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ سبّ آلہہ باطلہ مباح تو ضرور ہی ہے۔ اور بعض حالات میں مندوب بھی۔ مگر مقصود مستقل نہیں کیونکہ اس کی غایت دوسرے طریق سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ یعنی حکمت و موعظت و مجادلہ حسنہ سے۔ اور اس میں مفسدہ سبِّ مشرکین للہ الحق کا ہے۔ اس لئے اس سے نہی فرمادی گئی۔ اور اس قاعدہ کی تمہید کے بعد جواب ظاہر ہے کہ تبلیغ صوت سامعین بعید تک شرعاً غیر ضروری ہے کیونکہ بعیدین کو دوسرے غیر مخدوش ذریعہ سے تبلیغ ممکن ہے اور اس میں یہ مفسدہ محتمل کہ لوگ اس سے گنجائش سمجھ جاویں گے اس آلہ کو لہو میں استعمال کرنے کی، یا دوسرے آلاتِ لہو کے استعمال کرنے کی۔ لہٰذا ترک اور منع لازم ہوگا۔ یہ تو اس وقت ہے جب خطیب سے مراد مطلق واعظ اور مکبر ہو۔ اور اگر اس سے مراد خطیب جمعہ و عیدین کا ہے تو اس وقت تبلیغ صوت کا غیر ضروری ہونا اظہر ہے، اس لئے کہ خطبہ میں حضور مقصود ہے نہ کہ سماعِ صوت، اور مفسدہ اقویٰ ہے کیونکہ اس آلہ کو مسجد میں داخل کرنا ہوگا جو کہ اس کے احترام کے خلاف ہے نیز تشبہ ہے مجالس غیر مشروعہ کے ساتھ۔ اسی تشبہ کی بنا پر فقہاء نے غرس اشجار فی المسجد کو منع فرمایا ہے اور تشبہ بالبیعہ والکنیسہ سے معلل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔"

یہ ایک ایسے جلیل القدر عالم کا فتویٰ ہے جو اس وقت دنیائے اسلام کے ممتاز ترین علماء کی صفِ اول میں ہیں۔ میرے علم کو ان کے علم سے وہ نسبت ہے جو ذرہ کو آفتاب سے ہوتی ہے۔ اگر اس نسبت کا لحاظ کروں تو مجھے نہ صرف یہ کہ اس پر کلام نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنی تحقیق کو چھوڑ کر حضرت ممدوح کی تحقیق قبول کرلینی چاہئے۔ لیکن جب میں سلف کے طریق پر نظر ڈالتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہاں من قال کو نہیں بلکہ ما قال کو دیکھنے کا قاعدہ جاری تھا۔ شاگرد، استاد کی تحقیق کے مقابلہ میں، اور چھوٹے بڑوں کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے اور تحقیق بے تکلف پیش کیا کرتے تھے، نہ اس زعم کے ساتھ کہ بڑوں کے علم سے ان کا علم زیادہ یا ان کے برابر ہے، بلکہ یہ سمجھ کر کہ حق کی تلاش و تحقیق ہر طالب العلم کا فرض ہے، اور اس تلاش و تحقیق میں اس کو شخصی عظمتوں کے تصور سے خالی الذہن

ہو کر نفس حقائق کو دیکھنا چاہیے۔ ان کے نزدیک یہ ضروری نہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کے برابر یا اس سے زیادہ علم رکھتا ہو تب ہی اس کے مقابلہ میں اپنی تحقیق پیش کرے، ورنہ چپ رہے اور اپنی فکر و نظر کو معطل کر کے اس کی تحقیق کو مان لے۔ اگر یہ ذہنیت اس زمانہ میں ہوتی تو امام ابو حنیفہ کے مقابلہ میں امام شافعی اور امام شافعی کے مقابلہ میں امام احمد کوئی مذہب اختیار ہی نہ فرماتے (رحمہم اللہ)۔ یہ حضرات رشد و ہدایت کے امام تھے اور ان کا طریقہ ہر زمانہ میں طالبانِ علم کے لئے بہترین نشانِ راہ ہے، اس لئے ان کی پیروی کرتے ہوئے میں بھی حضرت مولانا تھانوی کے مقابلہ میں اپنی علمی بے مائیگی کو جاننے کے باوجود اس فتویٰ پر کلام کر رہا ہوں۔

فتویٰ کی بنا جس قاعدہ پر رکھی گئی ہے وہ یقیناً مسلّم ہے۔ صرف فقہائے حنفیہ ہی نے نہیں بلکہ دوسرے ائمۂ اسلام نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے، اور ایک آیت نہیں بلکہ کتاب و سنت کی متعدد تصریحات اس کا ماخذ ہیں۔ لیکن یہ امر محلِ نظر ہے کہ آیا اس خاص جزئیہ میں بھی یہ قاعدہ جاری ہو سکتا ہے یا نہیں۔ آلۂ مکبر الصوت کو کسی حیثیت سے بھی آلۂ لہو نہیں کہا جا سکتا۔ آلۂ لہو کا اطلاق اصلاً تو اس آلہ پر ہوتا ہے جو لہو ہی کے لئے بنایا گیا ہو، اور اس کا کوئی دوسرا استعمال بجز لہو کے نہ ہو، مثلاً بانسری یا ہارمونیم۔ اور تبعاً اس کا اطلاق ایسے آلہ پر بھی ہو سکتا ہے جو اگرچہ بجائے خود لہو کے لئے موضوع نہ ہو لیکن اس کا غالب استعمال لہو ہی میں ہو، مثلاً گراموفون۔ مکبر الصوت ان دونوں صنفوں میں سے کسی صنف میں بھی داخل نہیں۔ اس کو صرف اس لئے بنایا گیا ہے کہ چھوٹی آواز کو بڑا کر دے اور دور تک پہنچائے۔ اس کا استعمال لہو اور غیر لہو دونوں میں ہوتا ہے، اور غیر لہو میں بہ نسبت لہو کے زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے شیشے کا گلاس کہ اس میں شراب بھی پی جاتی ہے اور حلال مشروبات بھی، یا بجلی کا لیمپ اور برقی پنکھا کہ یہ چیزیں تھیٹروں اور رقص خانوں اور فحش کدوں میں بھی استعمال ہوتی ہیں اور پاک مجلسوں میں اور مباح اغراض میں بھی۔ اب اگر ناجائز استعمال کی وجہ سے ان چیزوں کو آلۂ لہو یا آلۂ منکر نہیں کہا جا سکتا، تو مکبر الصوت کو بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اگر گلاس اور پنکھے اور لیمپ کے استعمال میں مجالسِ غیر مشروعہ سے تشبہ نہیں ہے تو مکبر الصوت میں بھی نہیں ہے۔ اگر شیشے کا گلاس استعمال کرنے سے اس مفسدہ کا احتمال نہیں ہے کہ لوگ اس کو شراب نوشی میں استعمال کرنے کی گنجائش نکال لیں گے اور اگر مسجدوں میں بجلی کی روشنی اور پنکھا لگانے سے یہ مفسدہ پیدا نہیں ہوتا کہ لوگوں کے لئے رقص خانوں میں جانے کی گنجائش نکل آئے گی، تو مکبر الصوت کے استعمال میں بھی ایسے کسی مفسدہ کا احتمال نہیں۔ جب برقی پنکھے اور روشنی کے قمقمے لگانا احترام مسجد کے خلاف

نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مکبر الصوت لگانا اہانتِ مسجد کا موجب ہو۔

اس میں شک نہیں کہ مکبر الصوت اس زمانہ میں زیادہ تر بلکہ تمام تر معروف کے بجائے منکر کی خدمت کر رہا ہے لیکن آج کونسی چیز ہے جو منکر کی خدمت نہیں کر رہی ہے۔ قلم و دوات سے لے کر چھاپہ کی مشین، ریل، موٹر، ہوائی جہاز اور ریڈیو تک ہر چیز کا غالب استعمال آج فحشا و منکر ہی کے لئے ہو رہا ہے، ہر چیز سے ظلم و عصیان کی خدمت لی جا رہی ہے، اور ان سب سے اس تہذیب کو فروغ دیا جا رہا ہے جس کی بنیاد ناخدا شناسی بلکہ خدا سے بغاوت پر رکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں کو دریافت کرنے اور ان سے خدمت لینے کا سارا کام آج وہ لوگ کر رہے ہیں جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں انھوں نے اسبابِ عالم کو قابو میں لانے اور ان سے معروف کی خدمت لینے کا کام چھوڑ رکھا ہے۔ اسی وجہ سے پورا انسانی تمدن ناپاک ہو گیا ہے اور دنیا کی ہر چیز آلۂ منکر بن کر رہ گئی ہے۔ اب اگر ہم ایک ایک چیز کو اس بنا پر چھوڑتے چلے جائیں کہ فلاں چیز آلۂ منکر ہے اور فلاں چیز کو استعمال کرنے سے فاسقین و ظالمین کے ساتھ تشبہ ہو جائے گا، تو ہمیں تمدن ہی سے الگ ہو جانا پڑے گا، اور یہ مزید غلطی ہوگی۔ اس سے خدا پرستانہ تہذیب اور زیادہ مغلوب اور ظالمانہ تہذیب اور زیادہ غالب ہوتی چلی جائے گی، اس لئے کہ جو تہذیب مشینوں کے زور سے پھیل رہی ہو اس کے مقابلہ میں وہ تہذیب کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو تمام کارگر ذرائع اور طاقتور اسباب سے خود ہی دست بردار ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ موٹر پر دوڑنے والے کا مقابلہ چھکڑے پر چلنے والا نہیں کر سکتا۔ جو لوگ ریڈیو کے زور سے ایک سکنڈ کے اندر باطل کی آواز کرۂ زمین کے ایک ایک کونے میں پہنچا دیں، اور کروڑہا کروڑ انسانوں کے خیالات کو ایک جنبشِ زبان سے مسموم کر کے رکھ دیں ان کے مقابلہ میں وہ لوگ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں جو ایک جلسہ کے سامعین تک بھی حق کی آواز پہنچانے میں خدا کی پیدا کی ہوئی ایک طاقت سے کام لیتے ہوئے جھجکتے ہوں۔ منکر کی آواز بلند کرنے والے تو ایک شخص کو بھی اپنی بات سنائے بغیر چھوڑنا پسند نہ کریں، اور معروف کی آواز بلند کرنے والوں کا اندازِ فکر یہ ہو کہ سامعینِ بعید تک تبلیغ صوت شرعاً ضروری تو ہے نہیں، لہٰذا کیوں اس کی کوشش کی جائے۔ اس طرزِ عمل کا انجام جو کچھ ہوگا، بلکہ ہو رہا ہے اس کو ہر شخص بادنیٰ تامل جان سکتا ہے۔ اس کے معنی دراصل یہ ہیں کہ ہم ایک ایک ہتھیار کو یہ کہہ کر پھینکتے جائیں کہ دشمن کے استعمال سے وہ گندہ ہو گیا ہے، اور دشمن ان سب ہتھیاروں کو اٹھا کر ہم پر حملہ

کرتا چلا جائے۔

یہ ارشاد بالکل بجا ہے کہ سامعین بعید تک تبلیغ صوت شرعاً غیر ضروری ہے، مگر یہ درست نہیں ہے کہ تبلیغ صوت اور سماع حاضرین کو درجہ مقصود فی الشرع حاصل نہیں۔ نماز میں قرآن اسی لئے پڑھا جاتا ہے کہ مقتدی اس کو سنیں۔ خود قرآن میں اس مقصد کی تصریح موجود ہے کہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا۔ خطبہ بھی اسی لئے دیا جاتا ہے اور شارع نے اسی غرض سے خطبہ کے وقت بات چیت سے منع کیا ہے۔ استماع کا مقصود ہونا تو نقلاً بھی ثابت ہے، اور عقلاً بھی۔ ظاہر ہے کہ کلام اسی لئے ہوتا ہے کہ لوگ اس کو سنیں۔ منہ سے آواز اسی لئے نکالی جاتی ہے کہ کانوں تک پہنچے۔ اب رہا یہ امر کہ شارع نے اس کو ضروری کیوں نہیں قرار دیا، تو میں عرض کروں گا کہ یہ رخصت کی قبیل سے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں کوئی ایسا ذریعہ موجود نہ تھا جس سے دور تک آواز پہنچائی جاسکے، اور آج بھی ہر وقت ہر جگہ مکبر الصوت مہیا نہیں ہو سکتا اس لئے استماع کو لازم نہیں کیا گیا کہ اس کے بغیر نماز ہی نہ ہو، یا حضور خطبہ کا ثواب ہی حاصل نہ ہو سکے۔ مگر اس نرمی اور رخصت کو جو محض طبعی موانع کا لحاظ کرکے عطا کی گئی ہے، اس امر کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ تبلیغ صوت کا اہتمام غیر ضروری ہے حتیٰ کہ اگر اس کے لئے کوئی ذریعہ مہیا ہو جائے تب بھی اسے قصداً ترک کر دیا جائے۔

آخر میں یہ بات بھی صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر میری بار بار لکھنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے خاص طور پر لاؤڈ اسپیکر سے کوئی دلچسپی ہے۔ بلکہ دراصل میرا مقصد یہ ہے کہ سائنٹفک ایجادات اور تمدن حدیث کے آلات و وسائل کے متعلق مسلمان اپنا رویہ بدلیں۔ یہ آلات بجائے خود ناپاک نہیں ہیں۔ اصل میں وہ طریق استعمال ناپاک ہے جو مغرب کی باغیانہ تہذیب نے اختیار کر رکھا ہے۔ خداوند عالم نے جن چیزوں کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے وہ بالیقین پاک اور مطہر ہیں اور ان کی فطرت یہ چاہتی ہے کہ ان سے خدائی قانون کے مطابق کام لیا جائے، مگر ان پر دوہرا ظلم ہو رہا ہے کہ جن کے پاس خدائی قانون موجود ہے وہ ان سے کام نہیں لیتے، اور جو ان سے کام لے رہے ہیں وہ شیطانی قانون کے متبع ہیں۔